جدید صنعتی دور

اور

سرمائے کا تحفظ اسلام کی نظر میں

گل بہار لکھیسر صاحب

جدید صنعتی دور مشینی دور ہے۔ کسی بھی ملک کی خوشحالی کا انحصار صنعتی ترقی پر ہے۔ جن اقوام نے صنعتی میدان میں زیادہ ترقی حاصل کی ہے وہی سب سے زیادہ خوشحال اور آسودہ ہیں اور انہوں نے بوجوہ ترقی پذیر ممالک پر سیاسی، سماجی اور معاشی بالادستی قائم کی ہوئی ہے۔

جاپان کی مثال اس لحاظ سے دی جاسکتی ہے کہ اُس نے مسلسل محنت کے نتیجہ میں موٹر انڈسٹری اور الیکٹرانکس کی صنعتوں میں شاندار ترقی حاصل کی ہے۔ یہ بات بہت اہم ہے کہ چھوٹی چھوٹی صنعتوں کے قیام اور اُن کے نظام کو وسعت دی جائے۔ گھر گھر، گلی گلی دیہاتوں اور شہروں میں چھوٹی صنعتوں کے جال بچھا دیے جائیں۔ حکومت اُن کے قیام کے لیے منصوبہ بندی کرے۔ اس طرح ایک تو بے روزگاری کا خاتمہ کرنے میں مدد ملے گی اور ملکی سرمائے میں بھی اضافہ ہوگا۔ چھوٹی صنعتوں کے تیار مال بڑی بڑی صنعتوں کے کام آئیں گے۔ اسلام انسانوں کے مختلف طبقات کے معاشی مسائل کے حل کے لیے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنے پر زور دیتا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ کسی ملک کے ترقی یافتہ ہونے کا دار و مدار وہاں کے مزدوروں اور محنت کش طبقہ کی خوشحالی پر ہے۔ جہاں یہ طبقہ مطمئن اور خوشحال ہے وہاں ملک زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ آج دنیا جن مسائل سے دوچار ہے ان میں مزدوروں کی بے روزگاری اور متوازن اجرت اہم ہیں۔ کچھ ممالک میں مزدور ظالم سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور بری طرح سے پس رہے ہیں اور بعض ممالک میں کہا جاتا ہے کہ وہاں مزدوروں کا راج ہے۔

کہیں ہڑتالوں اور مظاہروں کی اجازت ہے اور بعض ممالک میں نہیں ہے ہڑتالوں اور مظاہروں کی اجازت نہ دینے والے ممالک کا مؤقف ہے کہ اس سے صنعتی امن تباہ ہو جائے گا۔ اس سے معاشی زندگی مفلوج ہو جاتی ہے۔ ہڑتالوں سے اربوں کا نقصان ہوتا ہے۔ عوام ان عوامل سے بے حد متاثر ہوتے ہیں۔ ملکوں پر سیاسی اثرات بھی ہوتے ہیں۔ اشتراکی ممالک میں جبری محنت اور محدود آمدنی ہوتی ہے۔ اشتراکی ممالک کی یہ توجیہ ہے کہ مزدوروں سے متعلق اُن میں بے چینی نہیں ہے اس لیے ہڑتالوں اور مظاہروں کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

آئیے اب ہم اس بات کی طرف تفصیل سے دیکھیں کہ محنت و اجرت اور آجر و اجیر کے تعلقات کے بارے میں اسلامی احکام کیا ہیں۔ دین اسلام میں محنت و مزدوری کی بہت قدر و قیمت اور عظمت ہے۔ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تمام کام اپنے دستِ مبارک سے کر کے محنت و مزدوری کی عظمت کو قائم کر دیا۔ آپ اپنے جوتے خود گانٹھ لیتے تھے۔

آپ نے جنگ خندق کے موقع پر صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر خندق کھودی۔ تمام صحابہ کرامؓ بھی اپنا کام خود کرتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق تو یہ بات ثابت ہے کہ وہ اکثر اوقات محنت و مزدوری کر کے گذر اوقات فرمایا کرتے تھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْکَاسِبُ حبیب اللہ" یعنی ہاتھ سے محنت و مزدوری کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ پھر آپ نے فرمایا "اَعْطُوا اَجِیْرَ الاَجْرِ قَبْلَ اَنْ یَجِفَّ عَرَقُہٗ" یعنی مزدور کو اُس کی مزدوری اُس کے پسینہ خشک ہونے سے دے دی جائے۔ آپ کے اس قول میں مزدوروں کے خلاف ہر قسم کے استحصال کی ممانعت ثابت ہو گئی ہے۔ اسلام انسان کی برابری اور محنت کی عظمت کا قائل ہے۔ کوئی شخص کسی کو صرف اس کے مزدور ہونے کی وجہ سے اپنے سے کمتر او حقیر قرار نہیں دے سکتا۔ آپؐ نے فرمایا "مزدور کو کسی کام پر لگانے سے پہلے اُس کی اجرت بتا دو" پھر آپؐ نے فرمایا "اپنے نوکروں (مزدوروں) کو وہی کھلاؤ جو خود کھاؤ۔ جو خود پہنو وہی اُن کو پہناؤ

ایسی تعلیمات کی صرف دین اسلام میں ہی تاکید کی گئی ہے۔ مزدوروں سے ظلم کرنے والا اسلام کے سوا کوئی اور استحصالی نظام ہو سکتا ہے۔ مزدوروں کی مزدوری سے متعلقہ معاملات کا تحفظ صرف اسلام میں ہے کیونکہ یہ ہر قسم کے ظلم وستم اور استحصال سے پاک ہے۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اسلام کے سوا ہر نظام میں ظلم واستحصال معاشی جبر اور قیود و پابندیاں رہیں۔

حقوق و فرائض کی پاسداری آجر و اجیر دونوں کی طرف سے ہو۔ آجر اجیر کو اپنے سے کمتر نہ سمجھے۔ اُس کو بنیادی ضروریات باعزت و باوقار طریقے سے خوشی کے ساتھ فراہم کرے ان کی طاقت و قدرت سے زیادہ کام نہ لے۔ اُن پر زیادتی نہ کرے۔ محنت سے کم اجرت نہ دے بلکہ ہو سکے تو زیادہ دے۔ آجر کا ذہن اور عمل صرف پیسے کمانا اور جمع کرنا نہ ہو بلکہ مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت سمجھے اور اس میں اجیروں کو زیادہ سے زیادہ شریک کرے۔ اسلام کے سوا باقی تمام استحصالی نظام ہیں۔ مہنگائی اور دوسرے عوامل کے ساتھ ساتھ مزدوروں کی اجرت میں اضافہ ہو۔ آجر جائز حد تک احتجاج و مظاہرے کا حق دے۔ آجر اُن کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ نہ بنائے۔ زیادتی کے ساتھ ملازمت سے نہ نکالے ملازمت کے خاتمہ پر ممکنہ کم از کم وقت میں واجبات کی ادائیگی کا انتظام ہونا چاہیے۔ جوت کی صورت میں مزدوروں کے زیر کفالت افراد کی مناسب وقت تک کفالت کرے۔ جسمانی نقصانات کی تلافی کرے۔ آجر ایسے مواقع پیدا نہ ہونے دیں کہ مزدوروں کی طرف سے مظاہروں اور ہڑتالوں کا سلسلہ جاری ہو۔ اسلام کے اخلاقی اقدار کا تحفظ کرے۔ اسلامی تعلیمات و اقدار کی ترغیب و ترویج سے فریقین میں بہترین تعلقات پیدا کر کے شاندار نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اجرت و سہولتوں میں اضافہ تو ہو سکتا ہے مگر کمی نہیں ہو سکتی۔ مزدور کی اہمیت اس لحاظ سے بھی زیادہ ہے کہ وہ معاشرے کی خوشحالی کا باعث بنتا ہے اگر وہ فرائض کی ادائیگی محنت و دیانت داری، خلوص اور لگن کے ساتھ کرے۔

اسلام کی منصفانہ اور عادلانہ تعلیمات پر اگر فریقین عمل کریں تو کسی کو شکایت نہ ہو اور تنازعات کم سے کم ہونگے۔ آجر مزدوروں کو نفع میں حصّہ دار بنائے۔ اس سے صنعتی پیداوار اور ملکی سرمایے میں اضافہ ہوگا۔ آجر مزدوروں کی بہتری کے لیے سوشل انشورنس اور سوشل سکیورٹی جیسی اور بھی سکیمیں رائج کرے۔ آجر و اجیر کے تعلقات میں دونوں فریقین کی طرف سے بالا دستی کا تصوّر نہ ہو۔ اسی طرح اجیر کا بھی فرض ہے کہ وہ آجر کا احترام کرے۔ مزدور اپنے فرائض محنت، دیانت داری، خلوص اور لگن کے ساتھ سرانجام دیں۔ ایک ایماندار، محنتی، فرض شناس اور مخلص مزدور ہی اسلامی تعلیمات کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے۔ ایسا مزدور ہی ملکی پیداوار و ترقی اور استحکام میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ مزدور اور اُن کی تنظیمیں دیانت داری اور اخلاقی اقدار کو رواج دیں۔ صرف حقوق کے لیے کوشاں نہ ہوں، آجر کی صحیح شکایات کا ازالہ بھی اسلامی تعلیمات کے بروئے کار لانے میں ہے مزدور سُست اور کاہل نہ ہو۔ مزدور اتحاد، تنظیم اور نظم و ضبط برقرار رکھیں۔ محنت سے زیادہ اُجرت اور سہولتوں پر زور نہ دیں۔ مزدور اور اُن کی تنظیموں کا مقصد صرف پیسے کمانا نہ ہو۔ مزدور تنظیمیں بھی اسلامی تعلیمات و اقدار پر عمل کریں۔ قانون کا مکمل طور پر احترام کریں اُسے ہاتھ میں لینے سے احتراز کریں۔ جس طرح اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ آجر ترقی و خوشحالی حاصل کر کے مزدوروں کو ان کا حق نہ دے اُسی طرح اسلام اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ صرف حقوق کے حصول کے لیے کوشاں ہو کر فرائض کی سرانجام دہی نہ کرکے مزدور آجر و ملک و قوم کے لیے نقصان کا باعث بنیں۔ جس طرح یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ مزدور جتنا آسودہ، خوشحال اور مطمئن ہوگا اتنا ہی ملکی پیداوار و ترقی میں اضافہ ہوگا۔ اسی طرح ملکی ترقی و استحکام و خوشحالی کے لیے بھی یہ امر لازم ہے کہ مزدور اپنے فرائض محنت و دیانت داری، خلوص، لگن اور خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ سرانجام دیں۔ فریقین میں انصاف پر مبنی تعلقات سے ہی ملک میں صنعتی امن قائم رہ سکتا ہے۔ اسی سے ملکی پیداوار میں اضافہ اور تمام طبقوں میں خوشحالی کا سامان فراہم ہو سکتا ہے۔ فریقین اپنے تنازعات افہام و تفہیم مذاکرات کے ذریعے حل کریں۔ تمام صنعتیں ایسی ہو جائیں

جہاں مزدوروں کو زیادہ سے زیادہ بونس اور منافع دیے جائیں ۔ مزدور اور ان کی تنظیمیں آجروں کی مشکلات و احساسات کا بھی خیال رکھیں ۔ مزدور تنظیموں کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ وہ ملک کی مجموعی پیداوار اور خوشحالی میں اضافہ کر سکتی ہیں ۔ بیمار صنعتوں کا سروے کیا جائے ۔ اُن کی تنظیم نو کی جائے ۔ اُن کی تعمیر و ترقی میں اضافے کے لیے مناسب منصوبہ بندی کی جائے ۔ چھوٹی چھوٹی صنعتوں کے جال بچھائے جائیں ۔ صنعتوں کا قیام ایسی جگہوں پر کیا جائے جہاں خام مال دستیاب ہو ۔ ملک میں ہر جگہ قدرتی وسائل کی تلاش کر کے اُن سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کئے جائیں ۔ دفاعی صنعتوں کو مزید وسعت دینے کی ضرورت ہے ۔ حکومت مہارت ، قابلیت ، تجربے اور مالی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے انڈسٹری کی تنصیب کی اجازت دے گی ۔ اجارہ داریوں کو ختم کیا جائے گا ۔

بعض آجروں کی طرف سے یہ شکایات ہیں کہ اُن کی صنعتوں میں مزدوروں اور اُن کی تنظیموں نے ظلم و تشدد ، خوف و ہراس ، بدنظمی اور دھونس و دھاندلی پیدا کی ہوئی ہے بڑے پیمانے پر پورا مہینہ غیر حاضر رہنے کے باوجود زبردستی حاضری لگوانے اور تنخواہیں لینے کا رحجان عام ہے ۔ مزدور تنظیموں نے ان اسباب کی بنا پر ان صنعتوں کو زیادہ سے زیادہ خسارے سے دوچار کر دیا ہے ۔ یونٹوں کے اندر عددی کثرت کی بنا پر وہ انتظامیہ کے ارکان پر ظلم و تشدد اور دھونس کا ارتکاب کرتے ہیں ۔ ہر وقت گھیراؤ کا عمل جاری ہے ۔ انتہائی ناجائز مطالبات منوانے کے لیے وہ اکثر مالکان صنعت اور انتظامیہ کے ارکان کو محبوس کر لیتے ہیں ان کو ڈرانے دھمکانے اور ہراساں کرنے میں مشغول ہیں ۔ مالکان کی املاک و وسائل کو انہوں نے ذاتی جاگیر سمجھ رکھا ہے ۔ مالکان اور انتظامیہ کے ارکان ان صنعتوں کے مالک و منتظم ہونے کے باوجود بے بس قیدی کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ بے انتہا خسارے کے باوجود زبردستی ناجائز سہولتوں کے حصول کے نتیجے میں یہ صنعتیں کھوکھلی ہو گئی ہیں ۔ ایسی تمام چھوٹی بڑی صنعتوں کے اصلاح احوال کے لیے مناسب اقدامات کی ضرورت ہے ۔ ایسی صنعتوں کی مزدور تنظیمیں از خود اس بات کا احساس کریں وہ ملک کی صنعتی ترقی و خوشحالی میں رکاوٹ بن رہی ہیں ۔ وہ اپنے رویے اور عمل میں تبدیلی لا کر ان

صنعتوں میں بھی خوشحالی لاسکتی ہیں ۔ اُن صنعتوں کے مزدور اور ان کی تنظیمیں تعریف وتحسین کے لائق ہیں جنہوں نے مسلسل اپنے رویے، عمل اور کوششوں کے ذریعے صنعتوں کو منافع وترقی اور خوشحالی کی طرف گامزن کیا ہوا ہے ۔

قدرتی وسائل کی بھرپور تلاش وحصول سے نئی نئی صنعتیں قائم کرکے ملکی سرمائے وخوشحالی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے چھوٹی چھوٹی صنعتوں کے جال بچھانے سے بے روزگاری کا خاتمہ کرنے میں بھی مدد لی جاسکتی ہے ۔ زرعی اجناس سے متعلق سامان کی بھی حوصلہ افزائی کی جائے ۔ ملک کے اندر اور اسلامی ممالک میں جو اشیاء اور سامان غیر ممالک سے منگوائے جاتے ہیں ان سے متعلق صنعتوں کا قیام مناسب تھوڑے وقت میں از حد ضروری ہے اس طرح کہ اسلامی ممالک یورپی اور امریکی ممالک سے کوئی سامان بھی درآمد نہ کریں ۔ اسلامی ممالک کے اندر تجارتی وصنعتی مؤثر اشتراک کی ضرورت ہے ۔ تمام اسلامی ممالک کے نمائندے دفاعی صنعتوں سے متعلق سامان اور Equipments اور تمام قسم کے اسلحہ کے مراکز کا قیام عمل میں لاکر غیر مسلم ممالک کے سیاسی، سماجی اور معاشی غلبے اور تسلط سے نجات حاصل کرسکتے ہیں ۔

ہر دور میں انسان کی اقتصادی فلاح وبہبود اور خوشحالی کے لیے مختلف نظام اور طریقے وضع کئے جاتے رہے ۔ اسلام کے مخالف دو اقتصادی نظریے اور نظام مروج رہے ان میں پہلا سرمایہ دارانہ معاشی نظام ہے جس کی بنیاد یہ ہے کہ ہر جائز وناجائز طریقے سے دولت کمائی جائے ۔ اس نظام میں سرمایہ دار سرمایے کے بل بوتے پر زیادہ سے زیادہ امیر بنتے چلے جاتے ہیں ۔ اُن کا مقصد ہی ناجائز طریقوں سے دولت کماکر دوسرے افراد وگروہوں پر غلبہ، اجارہ داری اور بالادستی قائم کرنا ہوتا ہے ۔ اُن کا مدعا یہ بھی ہوتا ہے کہ تمام انسانی آبادی غریب سے غریب تر ہوتی رہے اور اُن کے زیر عتاب وزیر تسلط رہے ۔ حلال وحرام کے امتیاز کے بغیر زیادہ سے زیادہ دولت کمائی جاتی ہے ۔ اس نظام میں نفع کسی حد کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا اور نہ ہی اخلاقی اقدار کی کوئی پرواہ کی جاتی ہے ۔ اس سارے معاشی نظام کی تشکیل وبناوٹ سُود پر ہے ۔ سودی نظام کی بنیاد ظلم وتشدد واستحصال، لالچ، مفاد پرستی اور خود غرضی پر ہے ۔ ہر قسم کا ظلم روا رکھ کے مجبور و

ضرورت مند لوگوں کا استحصال کیا جاتا ہے ۔ لالچ و مفاد پرستی کی خاطر مجبور انسانوں کی مجبوریوں اور ضروریات کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کی جاتی ۔ انہیں تو صرف سود در سود میں جکڑنا ہوتا ہے ۔ ناجائز مقصد و ارادے کی خاطر سودی نظام کے چلانے والے بغیر کسی محنت و کوشش اور کسب کے بے حساب سرمایے کے مالک بنتے چلے جاتے ہیں ۔ اس نظام میں ذخیرہ اندوزی ، بے حد منافع خوری اور جوئے وسٹے کے کاروبار فروغ پذیر ہوتے ہیں حالانکہ زر سے ناجائز زر کمانے کے کاروبار کی اخلاقی طور پر بھی اجازت نہیں ہے ۔ خالق کائنات جل شانہ نے سود کو حرام قرار دیا ہے ۔

قرآن حکیم میں فرمایا ہے :

" وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا "

اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام ۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

" يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ "

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو پالتے ہیں ۔

سود نہ چھوڑنے کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے ۔ سود کا مقصد ہی مظلوم اور مجبور انسانوں سے جبراً مال و دولت لینا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران میں فرمایا :

" لاتاكلوا الربوا اضعافاً مُضٰعَفَةً " ، اور نہ کھاؤ سود کئی گنا ۔

اسلامی ریاست میں حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ انفرادی اور اجتماعی دونوں صورتوں میں سودی کاروبار کو سختی سے بند کرے ۔ غیر سودی معاشی نظام و طریقوں کی ترویج کرے ۔ سود سے پاک معاشی نظام ہی معاشرے کی ترقی و خوشحالی کا ضامن ہے ۔

اسی طرح اشتراکی نظام بھی جبر و استحصال اور ظلم و تشدد پر مبنی ہے ۔ جملہ وسائل معاش اور پیدائش دولت کے سارے ذرائع ریاست کی ملکیت ہوتے ہیں جو انتہائی غیر فطری ہے ۔ اس نظام میں کچھ طبقے بالادستی کے ذریعے دوسرے تمام انسانوں کو اپنا محکوم بنا لیتے

ہیں ۔ ذاتی اور انفرادی خواہش اور آزادیاں جبراً سلب کر لی جاتی ہیں ۔ انسانوں سے جبراً بے پناہ محنت و کام لیا جاتا ہے ۔ مگر اُن کی ضروریات و خواہشات اور احساسات کی پرواہ نہیں کی جاتی ۔ بلکہ ضروریات زندگی سخت پابندیوں کے ساتھ دی جاتی ہیں ۔ اس نظام میں شخصی و انفرادی ملکیت کا کوئی احترام و اہتمام نہیں ہوتا ۔ معاشرے کے افراد بہت زیادہ گھٹن اور بے چینی میں رہتے ہیں ۔ انسانوں کو ان کی محنت و کوشش اور ذہنی صلاحیتوں کا صحیح اور جائز حق نہیں ملتا ۔ سب قسم کی آزادیاں دبی رہتی ہیں ۔ معاش و پیداوار کے ذرائع پر قابض افراد خود عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں ۔ یہ مکمل طور پر لادینی معاشی نظام ہے ۔ اشتراکی نظام استحصال کی بدترین صُورت ہے ۔

مذکورہ بالا لادینی نظاموں کے برعکس اسلام نے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور خوشحالی کے لیے بہترین اقتصادی نظام تشکیل دیا ہے ۔ ایسا نظام آج تک کوئی مذہب یا معاشرہ پیش نہیں کر سکا ۔ اسلام کا لایا ہوا ایسا نظام معیشت ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے انسانوں کی طبقاتی کشمکش اور امیر و غریب کے درمیان فرق ختم ہو جاتا ہے ۔ مذہب اسلام ایک ایسا آفاقی اور عالمگیر نظام ہے جو انسان کی ہر شعبے میں راہنمائی کرتا ہے ۔ اسلام کے مقابلے میں دنیا کا کوئی معاشی نظام نہیں ٹھہر سکا ہے ۔ اسلام تمام انسانوں کے طبقات کے لیے بلا امتیاز ایسا صالح معاشی نظام قائم کرنا چاہتا ہے جس کی بنیاد عدل و انصاف، مساوات اور باہمی اخوت و خیر خواہی پر ہو ۔ اسلام کے معاشی نظام کی یہ خواہش و کوشش ہوتی ہے کہ کسی بھی انسان کو صرف مجبور محض نہ کر دیا جائے ۔ اسلام کا پہلا معاشی تصّور یہ ہے کہ وسائل معاشی اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں ۔

قرآن حکیم میں ہے :

"وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (آل عمران:۱۸۹)

اور اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کے ملک ہیں "

اسلام ایسے معاشی نظام کا داعی ہے جو ہر قسم کے جبر و استبداد اور ظلم سے پاک ہو ۔ اس کا بنیادی معاشی مقصد یہی ہے کہ دولت کے وسائل کچھ افراد یا گروہوں کے پاس

نہ رہیں بلکہ اُن وسائل سے معاشی طور پر کمزور اور غریب افراد کی بھی مدد کی جائے۔ دولت ایک جگہ جمع نہ ہوتی رہے اسلام اپنے ماننے والوں سے بالخصوص اور دوسرے تمام انسانوں سے بالعموم یہ مطالبہ کرتا ہے کہ دولت کے حصول کے لیے صرف جائز اور حلال طریقے استعمال کئے جائیں۔ مال و دولت کو بے مقصد اکٹھا نہ کیا جائے۔ اسلام ایسے وسائل و اسباب کو بالکل برداشت نہیں کرتا جس سے انسانوں کا معاشی استحصال ہو۔ اسلامی ہدایات کی روشنی میں دولت تمام اہل حاجت تک پہنچتی ہے۔ خالق کائنات کی منشا یہی ہے کہ اموال صرف دولت مندوں اور ارباب ثروت کے لیے نہ ہوں بلکہ ارباب حاجت اور عام مسلمانوں کے مصالح عامہ کی ضروریات کی تکمیل کی جائے۔ اسلام سب سے پہلے یہ بنیادی نظریہ پیش کرتا ہے کہ کاہل و سست اور بے کار رہنا انتہائی مذموم ہے۔

حدیث نبوی ہے "السوال ذل" یہ کہ مانگنا ذلت ہے۔ دوسری جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگوں سے ہر وقت مانگنے والا شخص قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اُس کے چہرے پر ذرہ بھر گوشت نہ ہوگا"۔ اگر تمام افراد اپنی اہلیت و صلاحیت اور محنت سے کام کاج نہ کریں تو یہ معاشرہ تباہ ہو جائے۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ معاشرے کی تعمیر و ترقی کے لیے فعال و متحرک ہو کر اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔ ویسے بھی مانگنا اور سوال کرنا انتہائی ذلت و رسوائی کی بات ہے۔ ایسے افراد کی معاشرے میں کوئی عزت نہیں ہوتی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ وہ اپنے ربّ سے فضل اور رحمت مانگتے رہا کریں ویسے بھی اسلام نے فقر و فاقہ اور معاشی بدحالی کا بہترین حل پیش کیا ہے۔ پہلے بھی اس بات کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ مال کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مال و دولت دے کر قبضہ و تصرف کا حق دیا۔ اس طرح اُسے مال و دولت میں امین بنا دیا گیا۔ انسان کو مال و دولت اس لیے دی گئی کہ وہ اس کو مالک حقیقی کی مرضی و منشا و احکام کے مطابق خرچ کرے۔ قرآن حکیم میں ہے: "وَ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰکُمۡ۔" "اور جو کچھ ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اُس سے خرچ کرو" مال و دولت اس لیے دیے کہ وہ

اپنے بندوں کی آزمائش کرے ۔ اسلام اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ مال و دولت کے کسب میں اللہ اور اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو مدنظر رکھتے ہوئے طیب اور احسن طریقے استعمال کیے جائیں ۔ اُسی طرح ان اموال کے خرچ کرنے میں بھی شرعی تقاضوں اور پابندیوں کو ملحوظ رکھا جائے ۔ اہل دولت کے اموال میں دوسروں کے حقوق ہیں ۔ اسلام ذاتی ملکیت کا احترام و تحفظ کرتا ہے مگر اُس میں ضرورت مندوں کے بھی حقوق متعین کرتا ہے ۔ ائمہ کرام نے قرار دیا ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ مسلمانوں کے دوسرے فرائض یہ ہیں کہ وہ اہل حاجت کی اعانت و کفالت کریں ۔ جیسے کہ قرآن حکیم میں ہے "اور قرابت والے کو اُس کا حق دو اور محتاج و مسافر کو اور مت اڑاؤ فضول" معیشت کے اسباب و وسائل اللہ تعالیٰ کی عطا اور بخشش ہیں ۔ وہ ذاتی باری تعالیٰ وسائل کسی کے لیے وافر اور کسی کے لیے تنگ کر دیتے ہیں ۔

قرآن حکیم میں ہے :

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ۔

اور اللہ نے بعض لوگوں کو بعض پر رزق میں فضیلت دی ۔

حضرت ابو ذر غفاری رضؓ نے فرمایا کہ ارباب ثروت اپنے فاضل اموال سے ارباب احتیاج کو دیں ۔ اسلام کی منشا یہی ہے کہ معاشی طور پر کمزور افراد کا سماجی رتبہ کسی لحاظ سے کم نہ ہو ۔ اسلام معاشرہ اور فرد دونوں کی ضروریات و احتیاجات کا لحاظ رکھتا ہے اور یہ نہیں چاہتا کہ کوئی فرد معاشی طور پر اتنا قوی بن جائے کہ وہ دوسروں کی آزادی کے لیے خطرہ پیدا کرنے لگے ۔ ایک طرف ارتکاز زر کے استحصال کے لیے سودی کاروبار اور زر سے زر پیدا کرنے کی تمام صورتیں ممنوع و حرام قرار دیتا ہے تو دوسری طرف وراثت اور زکوٰۃ کے نظام کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم کا اہتمام بھی کرتا ہے ۔

اسلام کا نظام معیشت اخوت و محبت ، ہمدردی اور خیر خواہی کا پیغام ہے ۔ یہ باہمی منافرت و نفاق اور طبقاتی کشمکش کی بیخ کنی کرتا ہے ۔ یہ صرف اسلام کا ہی معاشی نظام ہے جو معاشرے کے تمام افراد کی خوشحالی کی ضمانت دیتا ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا " جن کے پاس فاضل ذخائر خوراک ہوں تو وہ دوسرے افراد حاجت کو دے دیں"

اسلام نے ذاتی اور انفرادی ملکیت کا حق تسلیم کرتے ہوئے اجازت دی ہے کہ جس قدر حلال ذریعہ کی کمائی ممکن ہو سکتی ہے کمائی جائے مگر یہ نہ سمجھا جائے کہ دولت کمانے والا شخص صرف اپنے لئے کما رہا ہے بلکہ اُسکی کمائی ہوئی دولت تمام انسانوں کے لیے ہے۔ اسلام میں دولت مندوں کی دولت وسرمایہ سے کسی کو کوئی خطرہ یا نقصان نہیں بلکہ اس طرح کی دولت اللہ کا فضل اور عامۃ المسلمین کے لیے قابل فخر سرمایہ ہے کہ اُس سے غریب ونادار اور ضرورتمند لوگوں کی ضروریات کو پورا کیا جائے گا۔ بعض حالتوں میں حاجت مندوں کے لیے اہل ثروت سے جبراً سرمایہ وصول کیا جائے گا۔ مثلاً جنگوں وسیلابوں اور ہنگامی صورتوں سے نپٹنے کے لیے۔ مگر ایسے اقدامات معاشرے کی اجتماعی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کئے جائیں گے۔ کیونکہ مذکورہ بالا صورتوں میں اقدامات نہ کرنا پورے معاشرے کو تباہ وبرباد کرنے کے مترادف ہوگا۔ اسلامی ریاست میں محاصل کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ زکوٰۃ ہے۔ اسلامی ریاست میں دوسرے محصولات بھی ہوتے ہیں جن کی بنیاد پہ ریاست کے امور چلائے جاتے ہیں۔ زکوٰۃ کا اس لیے حکم دیا گیا تھا کہ اُس سے معاشرے کے کمزور افراد کی مالی اعانت و کفالت خود سٹیٹ کرے۔ حق ملکیت کو محدود بھی کیا جاسکتا ہے انسان اپنی انفرادی آزادی اور حقوق ملکیت کا استعمال غلط طریقوں سے کرسکتا ہے۔

اور انفرادی ملکیت کے قیام میں اس کی بڑی گنجائش ہے۔ اسلام انفرادی حقوق ملکیت میں اس صورت میں مداخلت کرتا ہے جب اُن کے غلط استعمال سے دوسرے افراد کی آزادی اور حقوق متاثر ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے مفتوحہ زمینوں کی آمدنی تمام مسلمانوں میں خرچ کرنے کا حکم دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " تُؤخَذُ من اغنیائکم وترد علی فقرائکم۔ ترمذی ۱۱۷ مطبوعہ کراچی۔ تمہارے مالدار لوگوں سے دولت لے کر غریب اور حاجت مند لوگوں میں دی جائے"

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اُن غیر مسلموں سے سرکاری ٹیکس کی وصولی منع فرمادی جو

ادا نہیں کر سکتے تھے ۔ اسلام نے امداد، اعانت، کفالت اور قرض دہی کا نظام وضع کیا اور اس کے تحت متمول افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ مستحق افراد کی اعانت و کفالت کریں۔ عیاشی اور کاہلی کی وجہ سے قرض کی ممانعت کی گئی ہے ۔ قرضوں کے نظام میں انصاف کو مدنظر رکھنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے ۔

جہاں اسلام انفرادی اور شخصی آزادیوں کا احترام کرتا ہے وہ وہاں کچھ پابندیاں بھی عائد کرتا ہے۔ کسی ملک کی معاشی تعمیر و ترقی اُس ملک کی فوجی طاقت، دفاعی قوت کی بنیاد اور اُس کے سیاسی استحکام کی لازمی شرط ہے ۔ ہر ملک کی دفاعی قوتیں براہ راست صنعتی ترقی سے وابستہ ہیں جو ممالک صنعتی طور پہ دوسرے ملکوں پر انحصار کرتے ہیں وہ تہذیبی و سماجی طور پر بھی اُن ممالک کے اثرات قبول کرتے ہیں ۔ اسلامی ریاست انفرادی حقوق ملکیت میں چند اصول کی بنا پر مداخلت کر سکتی ہے ۔ درحقیقت اسلامی ریاست کو پورے معاشرے کے اجتماعی نمائندہ ادارہ ہونے کی حیثیت سے کچھ اختیارات حاصل ہیں مگر یہ مخصوص حالات میں ہوتے ہیں اور اُن کا استعمال چند متعین مقاصد کے لیے مقررہ حدود کے اندر کیا جا سکتا ہے ۔ اس مداخلت کے اختیارات اصل میں ریاست کے وہ فرائض ہیں جو معاشرے کے افراد کی بہتری کے لیے اُس پر عائد ہوتے ہیں ۔ انفرادی اور شخصی حقوق میں مداخلت کا منشار معاشرے کے افراد کے حقیقی مفادات و مصالح کی دیکھ بھال اور ترویج ہے ۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے ریاست تعلیم و تربیت اور نشر و اشاعت کے وسائل سے پوری طرح کام لے گی بلکہ ریاست کوشش یہ کرے گی کہ یہ مقاصد رضاکارانہ طور پر حاصل ہوں جہاد کی مالی تکمیل یا حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لیے جب ریاست کی آمدنی کے مستقل ذرائع کفالت نہ کرتے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معاشرہ کے افراد پر محاصل عائد کرنے کی بجائے اُن سے خالی تعاون کے لیے کہتے اور آپ کے حکم کی تعمیل میں دولت مند لوگ خوشی و رضامندی سے اپنے اموال میں سے سرمایہ پیش کر دیتے تھے اور اس طرح ضروریات پوری ہو جاتی تھیں ۔

اسلامی ریاست انفرادی حقوق ملکیت پر چند پابندیاں عائد کر سکتی ہے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ حجر : صغر سنی، جنون کی حالت میں مالکانہ تصرفات پر ریاست پابندی لگا سکتی ہے کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ تبذیر و اسراف کے ذریعے اموال کو ضائع کرے ۔ اسراف و تبذیر اور اپنے ہی مال ضائع کرنے سے افراد کے اپنے مفادات و مصالح متاثر ہوتے ہیں فقہاء نے ایسے فرد کو سفیہ اور مفسد قرار دیا ہے ۔ اسلامی ریاست افراد معاشرہ کو اس بات کی اجازت نہیں دے گی کہ وہ مال و دولت کو حرام یا لغو باتوں میں خرچ کریں ۔ حجر کا مطلب و مقصود یہی ہے کہ ناجائز طور پر خرچ کرنے سے روک دیا جائے۔
امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عاقل بالغ اور آزاد پر حجر کرنا صحیح نہیں ہے۔ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سفینہ پر حجر کی پابندی لگا دی جائے گی ۔
گانے والوں کو مال دینے اور لعب و لہو کے لیے جانوروں و پرندوں کی خرید و فروخت پر پابندی عائد ہو گی ۔ فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر اضاعت مال کا اندیشہ ہو تو مالکانہ تصرفات پر پابندی لگا دی جائے گی ۔
قرآن مجید میں خالق کائنات نے فرمایا ہے۔" ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التي جعل الله قياما ۔

سب سے پہلے اسلامی ریاست احتساب کے شعبے کے ذریعے معاشرے کے افراد کے لیے اس بات کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے گی کہ تمام لوگ ایک دوسرے کو نیکی کی تلقین کریں اور برائی سے روکنے کے لیے حتی المقدور کوشش کریں ۔ اسی سے صنعتی اور تجارتی کاروبار کی دیکھ بھال اور نگرانی کی جائے گی ۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ افراد کی کاروباری صنعتی زندگی سے متعلق سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے ۔صنعت و حرفت کے شعبہ جات کو معاشرے کے لیے مفید بنائے ۔صنعتی و تجارتی کاروبار کا معاشرے کے افراد پر بڑا اثر پڑتا ہے ۔ اسی طرح کاروبار افراد کے تجارتی و صنعتی اشیاء سے متعلق فیصلے لوگوں کی ایک کثیر تعداد کو متاثر کرتے ہیں ۔ اس میں اشیاء ضرورت کی مقدار اور نرخ بہت اہم ہیں ۔ ایسی باتوں کو نجی قرار نہیں دیا جا سکتا ۔
حکومت اجرتوں، قیمتوں، کرایوں اور منافع کی شرحیں مقرر کرے گی ۔ افراد اور گروپس

نرخ خود مقرر کر سکتے ہیں مگر مفاد عامہ اور ضرر رسانی کے سد باب کی ذمہ داری سٹیٹ پر عائد ہوتی ہے ۔ اجناس و اشیاء کی نام نہاد کمی ظاہر کر کے نرخ بڑھائے جاتے ہیں اس طرح ذخیرہ اندوزی کر کے بے حد منافع خوری کی خاطر چیزیں مہنگی فروخت کی جاتی ہیں کیونکہ ذخیرہ اندوزی شرعاً ممنوع و حرام ہے اس لیے حکومت تاجروں کو مجبور کرے گی کہ وہ اشیاء بازار کھلی مارکیٹ میں لائیں اور مناسب و مروج نرخوں پر فروخت کریں ۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں حکومت ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے سٹاک اور ذخیرہ اندوزی سے کمائے ہوئے سرمایے پر قبضہ کر کے اُن کو سرکاری بیت المال میں جمع کرائے گی ۔ حکومت کو یہ حق اسلیے ہے کہ عوام کو کسی قسم کا ضرر نہ ہو ۔ حکومت اس بات کی کسی فرد یا گروپس کو اجازت نہیں دے گی کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والے سٹاکسٹ بے حد اور نامناسب منافع سے دولت اکٹھی کریں ۔ اس طرح عام لوگ بری طرح متاثر ہوں گے ۔ ارزانی اور مہنگائی اللہ کے ہاتھ میں ہے ۔ لیکن زیادہ منافع خوری کی اجازت نہیں (ہے) اس لیے فقہاء نے قرار دیا ہے کہ قیمتوں کا مقرر کرنا نفع اندوزی کو روکنا ہے ۔ جب عام لوگوں کو پہنچنے والے ضرر کے ازالہ کے لیے اشیاء صرف کے نرخ مقرر کرے گی ۔

بعض شعبے ایسے ہیں کہ حکومت اُن کو اپنے پاس رکھے گی ۔ جیسے شہروں میں پانی، بجلی اور گیس کی فراہمی کی صنعتیں، شاہراؤں کی تعمیر، پلوں کی تعمیر، شہروں میں پانی کی صفائی و نکاسی سے متعلقہ امور کے شعبہ جات، فولاد سازی، مشین سازی، کیمیاوی مرکبات کی تیاری، دفاعی صنعتی سے متعلقہ شعبے ایٹمی توانائی ۔ ڈاک و تار، ریلوے اور پولیس و فوج کے محکمے وغیرہ ۔ یہ محکمے ایک تو عوام کی اجتماعی ضروریات پوری کرتے ہیں دوسری بات یہ ہے ان شعبوں کو قائم کرنے اور اُن کو چلانے کے لیے افراد کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہوتا لیکن اگر ان میں سے بعض شعبہ جات کے قیام و انتظام کے لیے افراد یا گروپس کے پاس اہلیت و قابلیت ہوگی تو ان کو اس بات کی اجازت دے دی جائے گی ۔

ملک کے جملہ صنعتی اور زرعی کاروبار کو قومی تحویل میں لینے کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے ۔

قحط، سیلابوں اور جنگی و ہنگامی صورتوں میں حکومت عوام سے سرمایہ کی اپیل کرے گی تاکہ عوام کی اکثریت کو تکلیف و پریشانی سے بچایا جا سکے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی جذبہ اخوت کے تحت مدینہ منورہ میں مہاجرین و انصار میں مواخاۃ قائم کی۔ انصار نے اسی جذبہ کے تحت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں اپنے اثاثے اور اموال مہاجرین کے سامنے پیش کر دیے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ کچھ عرصہ پہلے بعض صنعتوں کو قومی تحویل میں لیا گیا۔ جب کہ یہ خالص نجی صنعتیں تھیں۔ قومی تحویل میں لینے سے پہلے وہ تمام صنعتیں بہت زیادہ منافع بخش تھیں مگر ذاتی ملکیت سے لینے کے بعد وہی صنعتیں مسلسل اور بھاری خساروں سے دوچار ہوئیں۔ اُن میں لوٹ کھسوٹ شروع ہوئی اور ذاتی دلچسپی اور انتظام بھی ختم ہو گیا۔ جن بھاری صنعتوں کے قیام و انتظام افراد کے ہاتھوں مفید و منافع بخش ہوں گے اُن کو سٹیٹ مناسب وجوہات کے بغیر قومی تحویل میں ہرگز نہیں لے گی۔ بلکہ اسلامی ریاست ہر سطح پر ذاتی و نجی کاروبار کے قیام و انتظام کی حوصلہ افزائی کرے گی۔ حکومت مالی سزاؤں کا نفاذ بھی کرے گی۔ ناجائز و حرام طریقوں سے کمائے ہوئے اموال حکومت ضبط کرے گی۔ مالی سزاؤں سے اسلامی ریاست کا مقصد انفرادی اور اجتماعی مصالح کا تحفظ اور ضرر کا ازالہ ہوتا ہے۔ اسلام سے مرتد ہونے والے کا مال ضبط کر لیا جائے گا (التشریع الجنائی ص ۶۶۸)۔

مگر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ارتداد کے بعد کا کام ضبط کر لیا جائے گا (التشریع الجنائی ص ۶۶۲) شراب کی تجارت کرنے والے کا سارا مال ضبط کر لیا جائے گا۔ فتنہ، ضرر، جان و صحت اور دین و اخلاق کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو سامان و اموال تلف کر دیے جائیں گے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک مسلمان کا گھر اس لیے جلانے کا حکم دے دیا کہ اُس میں شراب تھی۔ شراب کی تجارت کرنے والوں کی دکانیں جلا دی جائیں گی۔ بوسیدہ مکانات اس لیے گرا دیے جائیں گے کہ ان کے گرنے سے تمام لوگوں کی زندگی و اموال کو خطرہ ہے۔ شراب اور بتوں کے سامان کی تجارت کرنے والوں کے سامان و اموال تباہ کر دیے جائیں گے۔ اسلامی ریاست ایسی صنعتوں کو قبضے میں لے لے گی جہاں مزدوروں سے جبراً بیگار لی

جاتی ہو اور اُن کو مزدوری کا حق اور اجرت نہ دیے جاتے ہوں ۔ اسلام ہر اس کمائی اور دولت کے حصول کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو جائز اور حلال و طیب طریقے سے کمائی جائے ۔ ان تمام اقدامات سے اسلام یہ چاہتا ہے کہ معاشرہ متوازن، صالح اور خوشحال ہو جائے ۔

نوٹ : اس مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے ۔

۱ :۔ القرآن العظیم ۔

۲ :۔ اسلام کا معاشی نظام اور معاشی نظریات از مولانا سید امین الحق ۔

۳ :۔ اسلام کا معاشی نظریہ از محمد مظہر الدین صدیقی ۔

۴ :۔ اسلام کا معاشی نظام اور دورِ حاضر کے تقاضے از محمد یونس چوہدری ۔

۵ :۔ اسلام اور معاشی تحفظ از یوسف القرضاوی ترجمہ از عبد الحمید صدیقی ۔

۶ :۔ اسلامی قانون محنت و اجرت از مجیب اللہ ندوی ۔